[](https://rekhta.org/poets/hasrat-mohani/?lang=ur)

**حسرتؔ موہانی**

* 1875-1951
* دہلی

مجاہد آزادی اور آئین ساز اسمبلی کے رکن ، ’انقلاب زندہ باد‘ کا نعرہ دیا ، شری کرشن کے معتقد ، اپنی غزل ’ چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے‘ کے لئے مشہور

# کرشن

متھرا کہ نگر ہے عاشقی کا

دم بھرتی ہے آرزو اسی کا

ہر ذرۂ سر زمین گوکل

دارا ہے جمال دلبری کا

برسانا و نند گاؤں میں بھی

دیکھ آئے ہیں جلوہ ہم کسی کا

پیغام حیات جاوداں تھا

ہر نغمۂ کرشن بانسری کا

وہ نور سیاہ یا کہ حسرت

سر چشمہ فروغ آگہی کا

# بام پر آنے لگے وہ سامنا ہونے لگا

بام پر آنے لگے وہ سامنا ہونے لگا

اب تو اظہار محبت برملا ہونے لگا

عشق سے پھر خطرۂ ترک وفا ہونے لگا

پھر فریب حسن سرگرم ادا ہونے لگا

کیا کہا میں نے جو ناحق تم خفا ہونے لگے

کچھ سنا بھی یا کہ یوں ہی فیصلہ ہونے لگا

اب غریبوں پر بھی ساقی کی نظر پڑنے لگی

بادۂ پس خوردہ ہم کو بھی عطا ہونے لگا

میری رسوائی سے شکوہ ہے یہ ان کے حسن کو

اب جسے دیکھو وہ میرا مبتلا ہونے لگا

یاد پھر اس بے وفا کی ہر گھڑی رہنے لگی

پھر اسی کا تذکرہ صبح و مسا ہونے لگا

کچھ نہ پوچھا حال کیا تھا خاطر بیتاب کا

ان سے جب مجبور ہو کر میں جدا ہونے لگا

شوق کی بیتابیاں حد سے گزر جانے لگیں

وصل کی شب وا جو وہ بند قبا ہونے لگا

کثرت امید بھی عیش آفریں ہونے لگی

انتظار یار بھی راحت فزا ہونے لگا

غیر سے مل کر انہیں ناحق ہوا میرا خیال

مجھ سے کیا مطلب بھلا میں کیوں خفا ہونے لگا

قید غم سے تیرے جاں آزاد کیوں ہونے لگی

دام گیسو سے ترے دل کیوں رہا ہونے لگا

کیا ہوا حسرتؔ وہ تیرا ادعائے ضبط غم

دو ہی دن میں رنج فرقت کا گلا ہونے لگا

# پیہم دیا پیالۂ مے برملا دیا

پیہم دیا پیالۂ مے برملا دیا

ساقی نے التفات کا دریا بہا دیا

اس حیلہ جو نے وصل کی شب ہم سے روٹھ کر

نیرنگ روزگار کا عالم دکھا دیا

اللہ ری بہار کی رنگ آفرینیاں

صحن چمن کو تختۂ جنت بنا دیا

اب وہ ہجوم شوق کی سرمستیاں کہاں

مایوسئ فراق نے دل ہی بجھا دیا

حسرتؔ یہ وہ غزل ہے جسے سن کے سب کہیں

مومنؔ سے اپنے رنگ کو تو نے ملا دیا

# تجھ سے گرویدہ یک زمانہ رہا

تجھ سے گرویدہ یک زمانہ رہا

کچھ فقط میں ہی مبتلا نہ رہا

آپ کو اب ہوئی ہے قدر وفا

جب کہ میں لائق جفا نہ رہا

راہ و رسم وفا وہ بھول گئے

اب ہمیں بھی کوئی گلہ نہ رہا

حسن خود ہو گیا غریب نواز

عشق محتاج التجا نہ رہا

بسکہ نظارہ سوز تھا وہ جمال

ہوش نظارگی بجا نہ رہا

میں کبھی تجھ سے بدگماں نہ ہوا

تو کبھی مجھ سے آشنا نہ رہا

آپ کا شوق بھی تو اب دل میں

آپ کی یاد کے سوا نہ رہا

اور بھی ہو گئے وہ غافل خواب

نالۂ صبح نارسا نہ رہا

حسن کا ناز عاشقی کا نیاز

اب تو کچھ بھی وہ ماجرا نہ رہا

عشق جب شکوہ سنج حسن ہوا

التجا ہو گئی گلہ نہ رہا

ہم بھروسے پہ ان کے بیٹھ رہے

جب کسی کا بھی آسرا نہ رہا

میرے غم کی ہوئی انہیں بھی خبر

اب تو یہ درد لا دوا نہ رہا

آرزو تیری برقرار رہے

دل کا کیا رہا رہا نہ رہا

ہو گئے ختم مجھ پہ جور فلک

اب کوئی مورد بلا نہ رہا

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر

نظم حسرتؔ میں بھی مزا نہ رہا

# حسن بے پروا کو خودبین و خود آرا کر دیا

حسن بے پروا کو خودبین و خود آرا کر دیا

کیا کیا میں نے کہ اظہار تمنا کر دیا

بڑھ گئیں تم سے تو مل کر اور بھی بیتابیاں

ہم یہ سمجھے تھے کہ اب دل کو شکیبا کر دیا

پڑھ کے تیرا خط مرے دل کی عجب حالت ہوئی

اضطراب شوق نے اک حشر برپا کر دیا

ہم رہے یاں تک تری خدمت میں سرگرم نیاز

تجھ کو آخر آشنائے ناز بے جا کر دیا

اب نہیں دل کو کسی صورت کسی پہلو قرار

اس نگاہ ناز نے کیا سحر ایسا کر دیا

عشق سے تیرے بڑھے کیا کیا دلوں کے مرتبے

مہر ذروں کو کیا قطروں کو دریا کر دیا

کیوں نہ ہو تیری محبت سے منور جان و دل

شمع جب روشن ہوئی گھر میں اجالا کر دیا

تیری محفل سے اٹھاتا غیر مجھ کو کیا مجال

دیکھتا تھا میں کہ تو نے بھی اشارہ کر دیا

سب غلط کہتے تھے لطف یار کو وجہ سکوں

درد دل اس نے تو حسرتؔ اور دونا کر دیا

# دل کو خیال یار نے مخمور کر دیا

دل کو خیال یار نے مخمور کر دیا

ساغر کو رنگ بادہ نے پر نور کر دیا

مانوس ہو چلا تھا تسلی سے حال دل

پھر تو نے یاد آ کے بدستور کر دیا

گستاخ دستیوں کا نہ تھا مجھ میں حوصلہ

لیکن ہجوم شوق نے مجبور کر دیا

کچھ ایسی ہو گئی ہے تیرے غم میں مبتلا

گویا کسی نے جان کو مسحور کر دیا

بیتابیوں سے چھپ نہ سکا ماجرائے دل

آخر حضور یار بھی مذکور کر دیا

اہل نظر کو بھی نظر آیا نہ روئے یار

یاں تک حجاب نور نے مستور کر دیا

حسرتؔ بہت ہے مرتبۂ عاشقی بلند

تجھ کو تو مفت لوگوں نے مشہور کر دیا

# دیکھنا بھی تو انہیں دور سے دیکھا کرنا

دیکھنا بھی تو انہیں دور سے دیکھا کرنا

شیوۂ عشق نہیں حسن کو رسوا کرنا

اک نظر بھی تری کافی تھی پئے راحت جاں

کچھ بھی دشوار نہ تھا مجھ کو شکیبا کرنا

ان کو یاں وعدے پہ آ لینے دے اے ابر بہار

جس قدر چاہنا پھر بعد میں برسا کرنا

شام ہو یا کہ سحر یاد انہیں کی رکھنی

دن ہو یا رات ہمیں ذکر انہیں کا کرنا

صوم زاہد کو مبارک رہے عابد کو صلوٰۃ

عاصیوں کو تری رحمت پہ بھروسا کرنا

عاشقو حسن جفاکار کا شکوہ ہے گناہ

تم خبردار خبردار نہ ایسا کرنا

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہے حسرتؔ

ان سے مل کر بھی نہ اظہار تمنا کرنا

# کیا تم کو علاج دل شیدا نہیں آتا

کیا تم کو علاج دل شیدا نہیں آتا

آتا ہے پر اس طرح کہ گویا نہیں آتا

ہو جاتی تھی تسکین سو اب فرط الم سے

اس بات کو روتے ہیں کہ رونا نہیں آتا

تم ہو کہ تمہیں وعدہ وفائی کی نہیں خو

میں ہوں کہ مجھے تم سے تقاضا نہیں آتا

ہے پاس یہ کس کی نگہ محو حیا کا

لب تک جو مرے حرف تمنا نہیں آتا

ان کی نگہ مست کے جلوے ہیں نظر میں

بھولے سے بھی ذکر مے و مینا نہیں آتا

شوخی سے وہ معنائے ستم پوچھ رہے ہیں

اب لفظ جفا بھی انہیں گویا نہیں آتا

میں درد کی لذت سے رضامند ہوں حسرتؔ

مجھ کو ستم یار کا شکوا نہیں آتا

# ہم نے کس دن ترے کوچے میں گزارا نہ کیا

م نے کس دن ترے کوچے میں گزارا نہ کیا

تو نے اے شوخ مگر کام ہمارا نہ کیا

ایک ہی بار ہوئیں وجہ گرفتارئ دل

التفات ان کی نگاہوں نے دوبارا نہ کیا

محفل یار کی رہ جائے گی آدھی رونق

ناز کو اس نے اگر انجمن آرا نہ کیا

طعن احباب سنے سرزنش خلق سہی

ہم نے کیا کیا تری خاطر سے گوارا نہ کیا

جب دیا تم نے رقیبوں کو دیا جام شراب

بھول کر بھی مری جانب کو اشارا نہ کیا

روبرو چشم تصور کے وہ ہر وقت رہے

نہ سہی آنکھ نے گر ان کا نظارا نہ کیا

گر یہی ہے ستم یار تو ہم نے حسرتؔ

نہ کیا کچھ بھی جو دنیا سے کنارا نہ کیا

# یاد کر وہ دن کہ تیرا کوئی سودائی نہ تھا

یاد کر وہ دن کہ تیرا کوئی سودائی نہ تھا

باوجود حسن تو آگاہ رعنائی نہ تھا

عشق روزافزوں پہ اپنے مجھ کو حیرانی نہ تھی

جلوۂ رنگیں پہ تجھ کو ناز یکتائی نہ تھا

دید کے قابل تھی میرے عشق کی بھی سادگی

جبکہ تیرا حسن سرگرم خود آرائی نہ تھا

کیا ہوئے وہ دن کہ محو آرزو تھے حسن و عشق

ربط تھا دونوں میں گو ربط شناسائی نہ تھا

تو نے حسرتؔ کی عیاں تہذیب رسم عاشقی

اس سے پہلے اعتبار شان رسوائی نہ تھا

# یوں تو عاشق ترا زمانہ ہوا

یوں تو عاشق ترا زمانہ ہوا

مجھ سا جاں باز دوسرا نہ ہوا

خودبخود بوئے یار پھیل گئی

کوئی منت کش صبا نہ ہوا

میں گرفتار الفت صیاد

دام سے چھٹ کے بھی رہا نہ ہوا

خبر اس بے خبر کی لا دیتی

تجھ سے اتنا بھی اے صبا نہ ہوا

ان سے عرض کرم تو کیا کرتے

ہم سے خود شکوۂ جفا نہ ہوا

ہو کے بے خود کلام حسرتؔ سے

آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا

# حائل تھی بیچ میں جو رضائی تمام شب

حائل تھی بیچ میں جو رضائی تمام شب

اس غم سے ہم کو نیند نہ آئی تمام شب

کی یاس سے ہوس نے لڑائی تمام شب

تم نے تو خوب راہ دکھائی تمام شب

پھر بھی تو ختم ہو نہ سکی آرزو کی بات

ہر چند ہم نے ان کو سنائی تمام شب

بے باک ملتے ہی جو ہوئے ہم تو شرم سے

آنکھ اس پری نے پھر نہ ملائی تمام شب

دل خوب جانتا ہے کہ تم کس خیال سے

کرتے رہے عدو کی برائی تمام شب

پھر شام ہی سے کیوں وہ چلے تھے چھڑا کے ہاتھ

دکھتی رہی جو ان کی کلائی تمام شب

حسرتؔ سے کچھ وہ آتے ہی ایسے ہوئے خفا

پھر ہو سکی نہ ان سے صفائی تمام شب

# ان کو رسوا مجھے خراب نہ کر

ان کو رسوا مجھے خراب نہ کر

اے دل اتنا بھی اضطراب نہ کر

آمد یار کی امید نہ چھوڑ

دیکھ اے آنکھ میل خواب نہ کر

مل ہی رہتی ہے مے پرست کو مے

فکر نایابئ شراب نہ کر

ناصحا ہم کریں گے شرح جنوں

دل دیوانہ سے خطاب نہ کر

شوق یاروں کا بے شمار نہیں

ستم اے دوست بے حساب نہ کر

دل کو مست خیال یار بنا

لب کو آلودۂ شراب نہ کر

رکھ بہرحال شغل مے حسرتؔ

اس میں پروائے شیخ و شاب نہ کر

# محروم طرب ہے دل دلگیر ابھی تک

محروم طرب ہے دل دلگیر ابھی تک

باقی ہے ترے عشق کی تاثیر ابھی تک

وصل اس بت بد خو کا میسر نہیں ہوتا

وابستۂ تقدیر ہے تدبیر ابھی تک

اک بار سنی تھی سو مرے دل میں ہے موجود

اے جان تمنا تری تقریر ابھی تک

سیکھی تھی جو آغاز محبت میں قلم نے

باقی ہے وہ رنگینئ تحریر ابھی تک

اس درجہ نہ بیتاب ہو اے شوق شہادت

ہے میان میں اس شوخ کی شمشیر ابھی تک

کہنے کو تو میں بھول گیا ہوں مگر اے یار

ہے خانۂ دل میں تری تصویر ابھی تک

بھولی نہیں دل کو تری دزدیدہ نگاہی

پہلو میں ہے کچھ کچھ خلش تیر ابھی تک

تھے حق پہ وہ بے شک کہ نہ ہوتے تو نہ ہوتا

دنیا میں بپا ماتم شبیرؔ ابھی تک

گزرے بہت استاد مگر رنگ اثر میں

بے مثل ہے حسرتؔ سخن میرؔ ابھی تک

# دیدنی ہیں دل خراب کے رنگ

دیدنی ہیں دل خراب کے رنگ

آہ اس چشم پرحجاب کے رنگ

فصل گل میں پڑیں تو خوب کھلیں

خرقۂ زہد پر شراب کے رنگ

شوق مے دل میں لب پہ ہجو شراب

ہم پہ روشن ہیں سب جناب کے رنگ

نہیں توبہ کی خیر ہیں جو یہی

جوش ہنگامۂ سحاب کے رنگ

کل کے مقبول آج ہیں مردود

آہ اس دور انقلاب کے رنگ

قابل دید ہیں وصال کی شب

آرزو ہائے کامیاب کے رنگ

چہرۂ عاشقی ہے پژمردہ

کیا ہوئے وہ مئے شباب کے رنگ

خیل خوباں سے ایک میں بھی نہیں

آپ کے حسن لاجواب کے رنگ

میری مایوسیوں سے ہیں پیدا

کشمکش ہائے اضطراب کے رنگ

دل کے ہاتھوں بہت رہے ہیں خراب

حسرتؔ خانماں خراب کے رنگ

# قوی دل شادماں دل پارسا دل

قوی دل شادماں دل پارسا دل

ترے عاشق نے بھی پایا ہے کیا دل

لگا دو آگ عذر مصلحت کو

کہ ہے بے زار اس شے سے مرا دل

جفاکاری ہے تسلیم ستم بھی

نہ ہوگا تابع جور و جفا دل

لگا کر آنکھ اس جان جہاں سے

نہ ہوگا اب کسی سے آشنا دل

مٹے افکار گوناگوں کے جھگڑے

ترے غم کو نہ دے کیونکر دعا دل

نہ پہنچے گی کبھی کیا گوش گل تک

قفس سے اڑ کے فریاد عنا دل

تو انائے صداقت ہے تو ہرگز

نہ ہوگا پیرو باطل مرا دل

بڑی درگاہ کا سائل ہوں حسرتؔ

بڑی امید ہے میری بڑا دل

# اپنا سا شوق اوروں میں لائیں کہاں سے ہم

اپنا سا شوق اوروں میں لائیں کہاں سے ہم

گھبرا گئے ہیں بے دلئ ہم رہاں سے ہم

کچھ ایسی دور بھی تو نہیں منزل مراد

لیکن یہ جب کہ چھوٹ چلیں کارواں سے ہم

اے یاد یار دیکھ کہ باوصف رنج ہجر

مسرور ہیں تری خلش ناتواں سے ہم

معلوم سب ہے پوچھتے ہو پھر بھی مدعا

اب تم سے دل کی بات کہیں کیا زباں سے ہم

اے زہد خشک تیری ہدایت کے واسطے

سوغات عشق لائے ہیں کوئے بتاں سے ہم

بیتابیوں سے چھپ نہ سکا حال آرزو

آخر بچے نہ اس نگہ بدگماں سے ہم

پیرانہ سر بھی شوق کی ہمت بلند ہے

خواہان کام جاں ہیں جو اس نوجواں سے ہم

مایوس بھی تو کرتے نہیں تم ز راہ ناز

تنگ آ گئے ہیں کشمکش امتحاں سے ہم

خلوت بنے گی تیرے غم جاں نواز کی

لیں گے یہ کام اپنے دل شادماں سے ہم

ہے انتہائے یاس بھی اک ابتدائے شوق

پھر آ گئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم

حسرتؔ پھر اور جا کے کریں کس کی بندگی

اچھا جو سر اٹھائیں بھی اس آستاں سے ہم

# روشن جمال یار سے ہے انجمن تمام

روشن جمال یار سے ہے انجمن تمام

دہکا ہوا ہے آتش گل سے چمن تمام

حیرت غرور حسن سے شوخی سے اضطراب

دل نے بھی تیرے سیکھ لیے ہیں چلن تمام

اللہ ری جسم یار کی خوبی کہ خودبخود

رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام

دل خون ہو چکا ہے جگر ہو چکا ہے خاک

باقی ہوں میں مجھے بھی کر اے تیغ زن تمام

دیکھو تو چشم یار کی جادو نگاہیاں

بے ہوش اک نظر میں ہوئی انجمن تمام

ہے ناز حسن سے جو فروزاں جبین یار

لبریز آب نور ہے چاہ ذقن تمام

نشو و نمائے سبزہ و گل سے بہار میں

شادابیوں نے گھیر لیا ہے چمن تمام

اس نازنیں نے جب سے کیا ہے وہاں قیام

گلزار بن گئی ہے زمین دکن تمام

اچھا ہے اہل جور کیے جائیں سختیاں

پھیلے گی یوں ہی شورش حب وطن تمام

سمجھے ہیں اہل شرق کو شاید قریب مرگ

مغرب کے یوں ہیں جمع یہ زاغ و زغن تمام

شیرینئ نسیم ہے سوز و گداز میرؔ

حسرتؔ ترے سخن پہ ہے لطف سخن تمام

# ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے

مایوس کر سکا نہ ہجوم بلا مجھے

ہر نغمے نے انہیں کی طلب کا دیا پیام

ہر ساز نے انہیں کی سنائی صدا مجھے

ہر بات میں انہیں کی خوشی کا رہا خیال

ہر کام سے غرض ہے انہیں کی رضا مجھے

رہتا ہوں غرق ان کے تصور میں روز و شب

مستی کا پڑ گیا ہے کچھ ایسا مزا مجھے

رکھیے نہ مجھ پہ ترک محبت کی تہمتیں

جس کا خیال تک بھی نہیں ہے روا مجھے

کافی ہے ان کے پائے حنابستہ کا خیال

ہاتھ آئی خوب سوز جگر کی دوا مجھے

کیا کہتے ہو کہ اور لگا لو کسی سے دل

تم سا نظر بھی آئے کوئی دوسرا مجھے

بیگانۂ ادب کیے دیتی ہے کیا کروں

اس محو ناز کی نگۂ آشنا مجھے

اس بے نشاں کے ملنے کی حسرتؔ ہوئی امید

آب بقا سے بڑھ کے ہے زہر فنا مجھے

# ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی

اک طرفہ تماشا ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی

جو چاہو سزا دے لو تم اور بھی کھل کھیلو

پر ہم سے قسم لے لو کی ہو جو شکایت بھی

دشوار ہے رندوں پر انکار کرم یکسر

اے ساقئ جاں پرور کچھ لطف و عنایت بھی

دل بسکہ ہے دیوانہ اس حسن گلابی کا

رنگیں ہے اسی رو سے شاید غم فرقت بھی

خود عشق کی گستاخی سب تجھ کو سکھا دے گی

اے حسن حیاپرور شوخی بھی شرارت بھی

برسات کے آتے ہی توبہ نہ رہی باقی

بادل جو نظر آئے بدلی میری نیت بھی

عشاق کے دل نازک اس شوخ کی خو نازک

نازک اسی نسبت سے ہے کار محبت بھی

رکھتے ہیں مرے دل پر کیوں تہمت بیتابی

یاں نالۂ مضطر کی جب مجھ میں ہو قوت بھی

اے شوق کی بیباکی وہ کیا تیری خواہش تھی

جس پر انہیں غصہ ہے انکار بھی حیرت بھی

ہر چند ہے دل شیدا حریت کامل کا

منظور دعا لیکن ہے قید محبت بھی

ہیں شادؔ و صفیؔ شاعر یا شوقؔ و وفاؔ حسرتؔ

پھر ضامنؔ و محشرؔ ہیں اقبالؔ بھی وحشتؔ بھی

# وہ چپ ہو گئے مجھ سے کیا کہتے کہتے

وہ چپ ہو گئے مجھ سے کیا کہتے کہتے

کہ دل رہ گیا مدعا کہتے کہتے

مرا عشق بھی خود غرض ہو چلا ہے

ترے حسن کو بے وفا کہتے کہتے

شب غم کس آرام سے سو گئے ہیں

فسانہ تری یاد کا کہتے کہتے

یہ کیا پڑ گئی خوئے دشنام تم کو

مجھے ناسزا برملا کہتے کہتے

خبر ان کو اب تک نہیں مر مٹے ہم

دل زار کا ماجرا کہتے کہتے

عجب کیا جو ہے بدگماں سب سے واعظ

برا سنتے سنتے برا کہتے کہتے

وہ آئے مگر آئے کس وقت حسرتؔ

کہ ہم چل بسے مرحبا کہتے کہتے